Al-‘ULŪM *(Journal of Islamic Studies)*
2020, 1(1), 70 -95

قرونِ وسطیٰ اور دورِ جدید کی خواتین کا دعوتی کردار: تجزیاتی و تقابلی مطالعہ

The Role of Women of the Middle Ages and Modern Era in *Da‘wah* (Propagation): An Analytical and Comparative Study

Fozia Altaf* Muhammad Ashfaq **1

*Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila
**Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila,

Keywords

Da‘wah; Muslim Women; Middle Era; Current Scenario; Methodology

Abstract: *After a brief sketch of Da‘wah, this article aims to discuss the contributions of Muslim women of the middle ages and their struggle in relation to the role of women in the current context. The pivotal point of the paper revolves around the role and contribution of women from the middle era in Da‘wah. The basic sketch of this struggle has been drawn in order to arrive at a possible line of action to be followed by the women of the modern age. Keeping in mind their difficulties facing due to various trends of the prevailing situation. Employing an analytical method, we can know some methodological awareness from different women's scholarships, for example, in the field of exegesis, ḥadīth, fiqh, mystical approaches, as well as pedagogical trends to know what styles and manners are required to be adopted by the women of the modern age in the light of earlier endeavors for Da‘wah, especially from the middle ages. Is there any strategy or set of techniques to be exercised by the women in the present era that may bring into play to enhance Da‘wah struggle in the age of Modernity.*

Altaf, F. and Ashfaq, M. (2020). The Role of Women of The Middle Ages and Modern Era in Propagation (*Da‘wah*): An Analytical and Comparative Study. *Al-‘Ulūm Journal of Islamic Studies*, 1(1), 70-95.

1. Corresponding Author: Email: m.ashfaq.hrp@gmail.com

C

Content from this work is copyrighted by *Al-‘Ulūm* Journal of Islamic Studies, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific

دعوتِ دین حیات ہے اور اسے چھوڑ دینا موت کے مترادف ہے یہ عملِ صالح کی بہترین شکل ہے۔ دین کی باتیں لوگوں کے سامنے وقار اور حکمت کے ساتھ پیش کی جائیں تو لوگ انہیں اپنے لیے اعزاز و سعادت سمجھتے ہوئے قبول کر لیتے ہیں، بیان کردہ پیغام کی حقانیت کے قائل ہو جاتے ہیں اور تسلیم کر کے دنیا و آخرت کی فلاح و نجات پا لیتے ہیں۔ اسی لیے دعوت و تبلیغ، انبیاء کا مشن ہے۔ دعوت باطل کے خلاف ایک خاموش جنگ ہے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی بازیابی کا بہترین نسخہ ہے اور انبیاء کے بعد امت کا فرض منصبی خواہ مرد ہو یا عورت قرن اول میں خواتین کے دعوتی کردار کو امہات المؤمنین کی سیرت میں دیکھا جا سکتا ہے اس موضوع پر مختلف زاویہ ہائے نظر سے کتابیں لکھیں گئیں البتہ اکثر کتب عربی میں ہونے کی بناء پر اردو خواں طبقے کی دسترس سے باہر ہیں۔[1]

کچھ کتب اردو میں ہونے کے باوجود اس موضوع پر سیر حاصل بحث نہیں کرتیں کہ خواتین نے دعوت میں کن اسالیب کو مدِ نظر رکھا؟ ان کا منہج کیا تھا؟ دور جدید کی خواتین کے لیے ان کا نکردار کس حد تک معاون ہو سکتا ہے؟ زیر نظر مقالہ میں خواتین کے دعوتی کردار کو تجزیہ و تقابل کے پیراے میں پیش کیا گیا ہے۔

عمر رضا کحالہ نے "أعلام النساء فی عالمی العرب والإسلام" نے پانچ مجلدات پر مشتمل داعیات خواتین کے ناموں کا حروفِ تہجی کے اعتبار سے ایک انسائیکلوپیڈیا تیار کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس عنوان پر کام کی ضرورت ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ خواتین نے دعوتِ دین سے معاشروں کو علم کی آگاہی کے ساتھ ساتھ کن اسالیب کو مدّ نظر رکھا۔؟ کیا قرونِ وسطیٰ اور اوائل دور میں وسائل اور ذرائع نسبتاً کم ہونے کے باوجود خواتین نے بہتر انداز میں کاوشیں کیں؟ اور ان کا منہج دعوت کیا تھا اور کیا ان کا اسلوب اور طریقِ دعوت دور جدید کی خواتین کے لیے قابل عمل ہے۔ اس مطالعہ میں اس طرح کے سوالات کو مدّ نظر رکھا گیا ہے تاکہ ان کے ممکنہ جوابات میسر آ سکیں، دعوتِ دین اور اس عملِ خیر کے تسلسل کا جائزہ لیا جا سکے۔

---

1 ۔ دورِ نبوی ﷺ میں خواتین کی دعوتی رہنمائی کے متعلق محمد حسین عیسی نے "دور المرأة في حمل الدعوة تأصيل شرعي (عصر النبوة)" کے عنوان سے ایک رسالہ تحریر کیا۔ جس میں امہات المؤمنین اور صحابیات کی دعوتی زندگی اور حلقاتِ علم النساء کا مختصر جائزہ لیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر طاہر مهدي بلّيلي نے ایک آرٹیکل "دور المرأة في الدعوة وإصلاح المجتمع" جس میں خواتین کی دعوتی اور معاشرتی سرگرمیوں کے متعلق شرعی بحث کی گئی۔ دعوتی میدان اور خواتین کے بارے "**امہات المومنین کا دعوتی اسلوب**" از رضیہ شبانہ اچھی پیش رفت ہے۔

دعوتِ دین اور خواتین: ایک مختصر تعارف

اسلام کی اشاعت و ترویج میں خواتین کا کردار ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں زندہ رہا۔ اس اعتبار سے قرونِ وسطیٰ میں بھی خواتین نے قرونِ اولیٰ کے دعوتی تسلسل کو حالات کے مطابق جاری رکھا۔ پہلے دیکھنا یہ ہے کہ دعوت سے کیا مراد ہے؟

ابن منظور کے مطابق دعوت سے مراد کسی کو بلانا، آواز دینا، پکارنا یا دعوت دینے کی طلب رکھنا ہے۔[2]

سید علی جرجانی (م 826ھ) کے مطابق دعوت شرعاً ایک ایسی طلب یا ایسا کلام اور گفتگو ہے جس سے انسان یہ چاہتا ہے کہ سچائی کا اثبات ہو۔ یعنی حق واضح رہے اور اس کی باطل سے تمیز رہے۔[3] کلمہ دعوت "دع وت" قرآن مجید میں دو سو آٹھ مرتبہ مختلف صیغوں اور صورتوں میں آیا ہے۔ جس میں چوالیس مرتبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی طرف بلانے کے لیے استعمال ہوا ہے۔[4]

علامہ راغب اصفہانی (م502ھ – 1108ء) کے مطابق کسی چیز کی طرف بلانے کا ارادہ کرنا، ترغیب دینا اور کسی چیز کی طرف رغبت دلانا وغیرہ، دعوت کو دعوت کہا جا سکتا ہے۔[5]

ڈاکٹر احمد غلوش کے مطابق دعوت، نشر و ابلاغ دین اور تعلیم دین کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ ایک مستقل علم ہے جس کے اپنے خصائص اور اہداف ہیں۔ اس علم کا مقصد لوگوں تک اسلام، عقیدہ، شریعت اور اخلاق پر مبنی تعلیمات پہنچانا ہے۔[6]

ان لغوی اور اصطلاحی مفاہیم سے واضح ہوتا ہے کہ داعی حتی الوسع اپنے ارادہ و مقصد اور سوچ و فکر کو خواہ اس کی نوعیت کچھ بھی ہو مدعو کے ردِ عمل تک لے جاتا ہے چاہے وہ اسے کلی یا جزوی طور پر قبول کرلے یا انکار کردے۔ اس سارے عمل کو دعوت کا نام دیا گیا ہے۔

2- محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور افریقی، لسان العرب (بیروت: دار صادر، 1414 ھ)، 14:257 – 260۔

3- سید ابوالحسن علی بن محمد بن علی الحسانی الجرجانی، التعریفات (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، 2003ء)، 108۔

4- محمد فواد عبدالباقی، المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم (تہران: طبع انتشارات اسلامی، 1407ھ)، 330-326۔

5 - ابو القاسم حسین بن محمد الراغب اصفہانی، مفردات ألفاظ القرآن الكريم، تحقیق: صفوان عدنان داوودی (بیروت: دار القلم الدار الشامیة، 1430ھ – 2009ء)، 1:315۔

6- ڈاکٹر احمد غلوش، الدعوة الإسلامية أصولها وسائلها وأساليبها فى القرآن الكريم (بیروت: مؤسسة الرسالة، 2005ء)، 10-16۔

دعوت دین کے فریضہ کی بجاآوری میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں نے بھی اپنا کردار ادا کیا۔ خواتین اور دعوت دین کی شروعات کے مختلف پہلوؤں کو مندرجہ ذیل عنوان کے تحت بیان کیا جاسکتا ہے۔

صدر اسلام سے قرونِ وسطیٰ تک دعوتی تسلسل کا مختصر خاکہ

صدر اسلام میں ازواج مطہرات اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے دعوت دین میں بھرپور کردار ادا کیا۔ جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، آپ ﷺ کی دعوتی کاوشوں میں مددگار رہیں اور تشفی کا ذریعہ بنیں۔ ابن اثیر کے مطابق مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔[7] حدیث بدء الوحی دلالت کرتی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ اوّل خاتون ہیں جنہوں نے خبرِ نبوت اور نزولِ وحی کا ادراک کیا اور تصدیق کی۔[8] اس طرح رسول خدا ﷺ مددگار دین متین کی بہت بڑی سہولت کار کے طور پر سامنے آئیں۔ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کو دین اسلام کی دعوت دی جس پر وہ دین میں داخل ہوئے۔[9] اسی طرح خود خواتین رسول اللہ ﷺ سے عرض کرتیں کہ یا رسول اللہ ﷺ مرد ہم پر سبقت لے جائیں گے تو آپ ﷺ نے ان کی تعلیم کے لیے دن مقرر فرمائے۔[10] حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کو دین حق کی طرف لانے کے لیے طویل سفر کر کے یمن گئیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی دعوت پر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما کا اپنے بیٹے کی جہاد کے موقع پر ہمت بڑھانا، ہند بنت اثاثہ رضی اللہ عنہا کا شاعری کے ذریعہ دعوت دینا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنے بچوں کی بہترین پرورش کرنا وغیرہ قیامت تک آنے والی داعیاتِ حق کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے تعدّد ازدواج کا مقصد، احکام دین کو معاشرے میں پھیلانا اور ازواجِ مطہرات کے ذریعے دعوتِ دین کو راسخ کروانا تھا۔ اشاعت احکام کا اندازہ ازواجِ مطہرات کے دعوتی کردار کا جائزہ ان اشاعت دین کی خدمات سے لگایا جاسکتا ہے۔ جیسے حضرت عائشہ

7- عزالدین ابوالحسن علی الجزری ابن اثیر، **الکامل فی التاریخ** (بیروت: المكتبة العلمية، 1965)، 2:37۔

8- ابو محمد عبدالملک بن ھشام حمیری، **السیرۃ النبویۃ**، تحقیق: السقا والانباری و شلبی (مصر: مطبع مصطفى البابى الحلبى 1375ھ)، 1:224۔

9- ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر قرشي بصري (م: 774ھ)، **البداية والنهاية** (بيروت: دار الفكر، 1407 هـ - 1986 م) 3: 80۔

10- محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ بخاري، **صحيح البخاري**، تحقیق: محمد زهير بن ناصر الناصر (بيروت: دار طوق النجاة، 1422ھ)، 9:101۔

رضی اللہ عنھا سے دو ہزار دو سو دس احادیث معتبر کتب حدیث میں موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنھا کا روایت اور درایت اور فقہ و فتاویٰ میں جو مقام و مرتبہ ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ آپ کے شاگردوں میں دو سو سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم ہیں۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنھا کی روایات کی تعداد تین سو اٹھتر تک پہنچتی ہے۔ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنھا کے فتاویٰ جمع کیے جائیں جو انہوں نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد دیے، تو ایک مستقل کتاب بن جائے۔[11]

قرآن حکیم کا وہ نسخہ جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا کے پاس تھا، بعد میں امت کے لیے اسی سے ترویج واشاعت کی گئی۔

ڈاکٹر حمید اللہ (م 2002ء) کے نزدیک بھی ازواجِ نبی ﷺ کی کثرت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ خود خواتین اسوۂ نبوی سے استفادہ کر سکیں کہ ایک ہی شوہر کی ایک سے زائد بیویوں کو اپنے شوہر سے اور آپس میں ایک دوسرے سے کیا برتاؤ اور رویہ رکھنا چاہئے۔[12] چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا﴾[13](اور تم اللہ کی آیتوں اور (رسول ﷺ کی) سنت وحکمت کو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے یاد رکھا کرو، بیشک اللہ تعالیٰ لطیف اور خبیر ہے۔) اس آیت کے مطابق، امہات المؤمنین کے ذریعے خواتین اسلام کو آیاتِ قرآنی اور احادیثِ رسول ﷺ کو یاد کرنے، سمجھنے اور پھیلانے کا حکم دیا گیا ہے۔

جیسا کہ عبداللہ یوسف علی کے مطابق وَاذْكُرْنَ سے مراد:

"Read, recite, make known and publish the message. [14]

ترجمہ: پڑھیں، تلاوت کریں، سمجھیں اور پیغام کو پھیلائیں ہے۔

یعنی ازواج مطہرات کا کام صرف یاد کرنا نہیں تھا بلکہ اس کے فہم کا ادراک اور اس کی اشاعت کرنا ان کی ذمہ داری میں شامل تھیں۔

محمد علی صابونی (پ:1930ء) تعدد ازواج کو تعلیمی و تبلیغی حکمتوں کے تناظر میں دیکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

11– امام ابن قیم الجوزیہ، أعلام الموقعين (لبنان: مكتبة حارة حريق، س ن)، 9:1۔

12– ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **محمد رسول ﷺ**، ترجمہ و توضیح: پروفیسر خالد پرویز (لاہور: بیکن ہاؤس پبلشر، 2005ء)، ص 255۔

13– القرآن 33:4–34۔

14– Yūsuf ʻAlī, ʻAbdullah, *The Meaning of the Holy Quran*,11th Ed Beltsville (MD: publications ,2004),1067-

"حضرت محمد ﷺ کے متعدد خواتین سے نکاح کرنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ خواتین کے لئے کچھ معلمات کو تیار کیا جائے جو انہیں احکام شرعیہ کی تعلیم دیں کیونکہ خواتین معاشرے کا نصف حصہ ہیں اور وہ بھی مردوں کی طرح ان احکام پر عمل کرنے کی پابند ہیں۔"(15)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں کہ عہد رسالت میں معلمین کی طرح معلمات کا بھی تقرر ہوتا تھا۔ حضرت ام ورقہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا شمار بجا طور پر ان میں کیا جاسکتا ہے۔(16) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی تھیں۔ جس کا دعوت سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔

زینب علوانی قرون اولی کی خواتین کے بارے میں لکھتی ہیں:

"Woman have a dynamic role in the initial preservation of The Holy Quran. For instance, an original handwritten copy of the Quran out of which all subsequent copies were made during the first Caliphate, was said to be under the preservation and trust of Hafsa bint Ummar.(R.A)"(17)

قرآنِ حکیم کی ابتدائی حفاظت کے لیے عورت کا جاندار کردار ہے۔ مثال کے طور پر، قرآن کا اصل خطی نسخہ (جو خلیفہ اوّل کے دور میں مدّون ہوا اور جس کی مدد سے دوسرے نسخے تیار کیے گئے) حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنھا کے پاس محفوظ تھا۔ جلیل القدر اصحاب رسول ﷺ کا ان کی علمی وجاہت کی وجہ سے ان پر اعتبار تھا۔

اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں خواتین کو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے مواقع میسر تھے اور دعوت کے میدان میں خواتین نے بھرپور کردار ادا کیا جو بعد میں قرونِ وسطیٰ کی خواتین کے لیے سنگ میل (Milestone) کی حیثیت رکھتا ہے۔

15– محمد علی صابونی، شبهات وأباطيل حول تعدد الزوجات الرسول صلى الله عليه وسلم (بيروت: المكتبة الوقفية، 1980ء)، 14۔

16– ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **عہد نبوی ﷺ کا نظام حکمرانی** (کراچی: اردو اکیڈمی، ستمبر 1987ء)، 206۔

17– ʻAlwānī, Zainab, *Muslim Women as Religious Scholars: A Historical Survey, (Chapter) Ednan Aslan, Marcia Hermansen & Elif Medeni (eds.), Muslima Theology: The Voices of Muslim Women Theologians, Frankfurt: Peter Lang GmbH, 2013.* 45-58.

قرونِ وسطیٰ کی خواتین اور دین کی دعوت و تبلیغ

عہد نبوت و خلافت کی طرح بعد میں بھی عورتیں اسلام کی دعوت و تبلیغ میں مردوں کے شانہ بشانہ حصّہ لیتی رہیں ، عہد بنو عباس میں بھی قابلِ ذکر خواتین گزری ہیں جنھوں نے دین کی اشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ان میں خلیفہ مہدی کی بیوی خیزران اور بیٹیاں عباسہ اور علیہ ،ہارون الرشید کی بیوی ملکہ زبیدہ، یحیٰ برمکی کی بیوی ام عتابہ، معتصم باللہ کی بیٹی عباسہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی عباسہ بنت فضل، مامون الرشید کی بیویوں ام عباس اور بوران، حسان بن زید تابعی کی بیٹی ام عمر، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کی پڑپوتی زینب الہاشمیہ، معروف بزرگ اور صوفی خاتون حضرت رابعہ بصری اور ان کی والدہ خیرہ رحمۃ اللہ علیھا قابل ذکر ہیں۔[18]

خواتین کی دعوتِ دین میں صوفیاء کا بھی اہم کردار رہا ہے۔خواجہ حسن نظامیؒ کا "تبلیغ نسواں نصاب "بڑی اہمیت کا حامل ہے جس میں گھر، اسلام کا پیغام، خواتین کے لیے تاریخی و مذہبی علوم کا حصول، ارتداد سے بچاؤ، لکھنا پڑھنا، حفظانِ صحت کے اصولوں کا علم، خدمتِ دین اور اس کے لیے عورتوں کی حوصلہ افزائی، تربیت اولاد، خاوند اور بیوی کے باہمی حقوق و فرائض اور خوشی اور غمی کے مواقع پر غیر شرعی رسومات سے دوری وغیرہ خواتین کے لیے دعوتِ دین کے نصاب کا بنیادی حصّہ تھا۔[19] اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت عنایت الحقؒ کے طرق سے دین کی دعوت اور خواتین کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔[20] زیب النساء بنت اورنگزیب، روشن رائے بیگم ہمشیرہ اورنگزیب اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی اہلیہ محترمہ وہ خواتین ہیں جن کو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکاتیب سے دعوتِ حق کی روشنی سے مستفید کیا۔[21]

قدیم تہذیبیں اپنی تمام تر علمی اور تمدنی ترقی کے باوجود " تعلیم سب کے لئے " کے اصول پر متفق نہ ہو سکیں۔ افلاطون اور ارسطو اگرچہ اسے ناانصافی قرار دیتے ہیں کہ عورت کو تعلیم سے محروم رکھا جائے۔تاہم یورپ میں قرون وسطیٰ میں خواتین کی تعلیم کو نہ صرف یہ کہ معیوب سمجھا جاتا تھا بلکہ مردوں کے بالمقابل ان کی

18- کومل اختر، **عہد بنو عباس میں خواتین کی علمی و ادبی سرگرمیوں کے اثرات کا تجزیاتی مطالعہ**، مقالہ ایم فل اسلامیہ یونی ورسٹی آف گجرات، سیشن 2013-2015،25-120۔

19- Metcalf, Barbara D, *Islam in South Asia in practice*, Princeton University Press USA, 2009, 329-

20- Ibid,. 331.

21- ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، **خواتین کے لیے منہج دعوت و ارشاد (سلسلہ مجددیہ کی تعلیمات کی روشنی میں)**، فکر و نظر، ج48، شمارہ3، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد، (2011) 133

تعلیم کی کوئی اہمیت نہ تھی۔[22] جب کہ مسلم دنیا میں نہ صرف خواتین کی تعلیم پر بھرپور توجہ دی جاتی، بلکہ ان کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی۔"شاہی خانوادے سے تعلق رکھنے والی خواتین نے بھی علمی اور ادبی سرگرمیوں میں خوب دلچسپی لی۔انھوں نے مدارس و مساجد کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔طلبا اور علما و فضلا کی بھرپور سرپرستی اور حوصلہ افزائی کی۔تاکہ وہ معاشی تفکرات سے بے نیاز ہو کر تصنیف و تالیف اور علمی تحقیق کا فریضہ سر انجام دے سکیں۔ان خواتین نے اپنی محنت، ذہانت اور ذکاوت کی بدولت ایسا کردار ادا کیا کہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔[23]

ذیل میں قرون وسطیٰ کی چند ایسی خواتین کا ذکر کیا جائے گا۔جو دین کی عالمہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین واعظہ، شاعرہ اور عارفہ بھی تھیں۔جن کی کوششوں سے بھٹکے ہوئے لوگ سیدھی راہ پر آئے۔

بی بی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا: حضرت حسین بن علی کی صاحبزادی تھیں۔نہایت فصیح و بلیغ اور پُر تاثیر وعظ کرتی تھیں۔ان کی مجالس میں خواتین کا بڑا مجمع ہوا کرتا تھا۔اکثر گمراہ بیبیاں ان کے واعظ سے راہ راست پر آجاتیں تھیں۔[24]

حضرت نفیسہ بنتِ حسن رضی اللہ عنہا (154ھ-208ھ): آپ رضی اللہ عنہا سیدنا امام حسن کی پڑپوتی تھیں۔آپ رضی اللہ عنہا کو حافظِ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر اور حدیث میں بھی کمال حاصل تھا۔"نفیسة العلم و المعرفة" کے لقب سے مشہور تھیں۔امام شافعی رضی اللہ عنہ آپ کے ہم عصر تھے۔وہ اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور علمی معاملات پر گفتگو کرتے تھے۔سیدہ رضی اللہ عنہا نے امام مالک سے موطا امام مالک پڑھی۔آپ کو تفسیر قرآن پر مکمل عبور تھا۔[25] آپ رضی اللہ عنہا نے تیس مرتبہ حج کیا تھا۔[26] سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا نے جب مصر میں سکونت اختیار کی ان کے ہمسائے میں ایک ذمی رہتا تھا۔جس کی بیٹی کو ایک لاعلاج بیماری تھی آپ رضی اللہ عنہا کی دعا سے وہ لڑکی صحت یاب ہوگئی۔جس کی وجہ سے اس کے ماں باپ

22– Baberino, Francesco: *Encyclopedia of Education*, London, 1973, vol.3,

23– محمود، محمد ریاض، مہتاب اعظم، **عہد مغلیہ میں مسلم خواتین کی دینی و سماجی خدمات: تجزیاتی مطالعہ**، فکر و نظر شمارہ 4، جلد نمبر 54۔

24– طالب ہاشمی، **تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین** (لاہور: ہین اسلامک پبلیشر، س ن)232۔

25– ابو عبد اللہ شمس الدین الذھبي، سیر أعلام النبلاء (بیروت: دار الرسالة، 1985ء)، 1:106۔

26– ڈاکٹر احمد شبلی، **تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ** (لاہور: کمبائن پرنٹرز، 1989ء)، 254۔

دین اسلام میں شامل ہو گئے۔[27] اس سے واضح ہوتا ہے کہ زہد و تقوی سے مزین کردار ہی داعی کی دعوت کو موثر بناتا ہے۔ جس سے مدعوین بلا جھجک دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔

سیدہ خدیجہ جیلانی رضی اللہ عنھا: شیخ ابی عبد اللہ بن شیخ یحیٰ زاہد رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں۔ علم و عرفان کی دولت سے مالا مال، فصیح و بلیغ واعظہ اور نہایت ہی عبادت گزار اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ ان کے مواعظ نہایت پُر تاثیر ہوتے تھے جن کو سُن کر گم گشتگان راہِ راست پر آجاتے تھے۔[28]

فاطمہ بنت الاقرع رضی اللہ عنھا: آپ رضی اللہ عنھا مشہور زمانہ عالمہ و فاضلہ تھیں۔ انھوں نے بہت سے اساتذہ کے حلقہ درس میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنھا بہترین کتابت کیا کرتیں، جس پر وہ اکثر انعام و اکرام سے نوازا جاتا۔[29] علم و فضل اور کتابت دعوت دین کی بنیادی ضروریات میں سے ہیں۔

بی بی کریمہ بنتِ احمد مروزی: آپ رحمۃ اللہ علیھا احمد بن محمد بن ابی حاتم کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کا شمار پانچویں صدی کی شہرہ آفاق عالمات میں ہوتا ہے۔ صحیح بخاری کی راویہ اور مشہور محدثہ تھیں۔ سالہا سال تک دینی علوم کی تحصیل کرتی رہیں۔ مکّہ معظمہ میں حدیث کا درس دیا کرتی تھیں۔ علامہ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ میں نے 463ھ میں حج کے ایام میں بی بی کریمہ رحمہا اللہ سے صحیح بخاری کا سماع کیا۔[30]

بی بی ست العماء شامیہ: چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ممتاز واعظہ گزری ہیں۔ شام کی رہنے والی تھیں۔ جملہ دینی امور پر گہرا عبور رکھتی تھیں۔ نہایت خوش الحان اور شیریں بیان تھیں۔[31]

بی بی جوہرہ: چھٹی صدی ہجری کی مشہور واعظہ تھیں۔ انھوں نے شیخ ابو الخیب اور شیخ ابو الوقت جیسے علما سے علم حدیث حاصل کیا تھا۔ اکثر بغداد کی خواتین کو جمع کر کے ان کے سامنے فصیح و بلیغ وعظ و نصیحت کرتی۔[32]

بی بی خدیجہ بنتِ قیم (م669ھ): اپنے دور کی اعلیٰ درجے کی واعظہ اور عالمہ گزری ہیں۔ بچپن ہی سے علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ ان کے والد نے ان کے حصولِ علم میں بہت حوصلہ افزائی کی۔ مصر کر مروجہ علوم کی

27- پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ، مترجم عنایت اللہ، **دعوت اسلام** (لاہور: رشید احمد چودھری پبلیشر، 1972ء)، 388۔

28- طالب ہاشمی، **تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین**، 213۔

29- ابن اثیر، **الکامل فی تاریخ**، مطبوعہ لیڈن 1851، 107۔

30- ابو البرکات کمال الدین عبد الرحمن بن محمد انباری، **نزهة الألباء في طبقات الأدباء** (قاہرہ: 1294ھ)، 247۔

31- نفس مصدر، 251۔

32- نفس مصدر، 255۔

تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد بغداد میں مسند درس بچھائی اور سالوں تک درس و تدریس اور واعظ و تبلیغ میں مشغول رہیں۔نہایت ہی پر اُثر وعظ کرتیں بہت ساری خواتین نے ان کے علم سے استفادہ کیا۔[33]

بی بی عائشہ بنت محمد (م816ھ): دمشق کی نامور محدثہ اور واعظہ تھیں۔ان کی شہرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے علم حدیث کے اسباق پڑھے۔[34]

بی بی خدیجہ بنتِ احمد: نویں صدی ہجری میں یگانہ روزگار عالمہ ہوئیں ہیں۔انھوں نے ذرا ہوش سنبھالا تو تحصیل علم میں مشغول ہو گئیں۔ان کی قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالمِ دین نے ان سے حدیث کا درس حاصل کیا تھا۔[35]

بی بی شمس النساء: حیدر آباد دکن کی رہنے والی تھیں۔عربی اور فارسی پر مکمل عبور حاصل تھا۔قرآن اور تفسیر میں ماہرانہ دسترس کے ساتھ حدیث کی مسانید پر گہری نظر رکھتی تھیں۔اکثر عورتوں کے مجمع میں واعظ و نصیحت کیا کرتی تھیں۔زندگی کا آخری حصّہ واعظ و نصیحت میں ہی گزارا۔[36]

علاوہ ازیں کئی تاتاری شہزادوں نے اپنی بیویوں کی ترغیب سے اسلام قبول کیا اور یہی صورت ان بت پرست ترکوں کے ساتھ بھی پیش آئی جو اسلامی ملکوں پر یورشیں کیا کرتے تھے ۔اسی طرح تاتاری عورتیں بھی اسلام کی اشاعت میں اہم کردار کی مالک تھیں۔قرون اولیٰ میں عرب خواتین لوگوں کے لیے مشعل راہ تھیں۔البتہ قرون وسطیٰ میں خواتین کو وہ تمام مواقع میسر نہ آسکے لیکن وہ خواتین جن کو مواقع میسر تھے انھوں نے ہر شعبہ میں بھرپور کردار ادا کیا۔یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مردوں کی نسبت عورتوں میں پسماندگی زیادہ تھی۔مگر ان کے دعوتی جذبہ کی کئی امثلہ تاریخ کے اوراق پر ثبت ہیں۔

یونیورسٹی آف ابدان، نائیجیریا کے ایل۔او۔عباس لکھتے ہیں کہ دمشق میں بارہویں اور تیرویں صدی عیسوی میں ایک سو ساٹھ(160) مساجد اور مدارس کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں چھبیس(26) مساجد و مدارس خواتین کی طرف سے تعمیر کردہ تھے اور ان اداروں کے سرپرستوں میں سے نصف خواتین تھیں۔[37]

33– نفس مصدر، 266۔

34– ذہنی آفندی، **مشاہیر نسواں** (لاہور: اسلامک پبلیشرز ن)، 21۔

35– طالب ہاشمی، **تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین**، 364۔

36– سید محمد سلیم، **مسلمان خواتین کی دینی اور علمی خدمات**، 579۔

37– L. O. Abbas, "Islam and Modernity: The Case of Women Today," *Cultural and Religious Studies USA*, Vol. 2, No.5 (Sep.-Oct. 2014), 297-305. http://www.davidpublisher.org/

مندرجہ بالا خواتین بہترین عالمہ، واعظہ، عبادت گزار، متقی، پرہیز گار اور داعیات دین تھیں جن کے کردار سے متاثر ہو کر لوگ راہ حق میں شامل ہوئے۔ یہ وہ چنیدہ خواتین تھیں جنھوں نے قرون وسطٰی میں اپنی علمی اور دینی خدمات سرانجام دیں۔

اس طرح خواتین کی ایک بڑی تعداد نے اپنے وقت اور حالات کے لحاظ سے کام کیا ان میں سے چند خواتین کے دعوتی کردار کو مندرجہ ذیل جدول میں یکجا دیکھا جاسکتا ہے۔[38]

نمبر شمار	نام	دعوتِ دین کے لیے قرونِ وسطیٰ کی خواتین کا کردار	سن وفات
1	حفصہ بنت سیرین	۔بارہ سال کی عمر میں قرآن پڑھ لیا، اور چودہ سال کی عمر میں قرآن حکیم کو معانی و مطالب کے ساتھ حفظ کر لیا تھا۔ فن تجوید اور فن قرات میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ عظیم محدثہ تھیں۔ یحیٰ بن معینؒ نے آپ کو ثقہ قرار دیا اور آپ نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔	101ھ
2	صفیہ بنت الحارث العبدریہ	عظیم محدثہ تھیں۔علم حدیث کی اشاعت و ترقی کے لیے کام کیا۔ان کی روایات صحاح ستہ میں ہیں۔	110ھ
3	زبیدہ بنت جعفر بن المنصور	نیک دل اور مہربان خاتون تھیں۔اپنے محل میں اپنی خادمہ میں سو (100) خواتین کو حفظِ قرآن سے مستفید کیا۔ دین سے شغف کی وجہ سے ایک مسجد ان کے نام موسوم کی گئی۔	216ھ
4	مہریہ بنت الحسن التمیمی	نامور شاعرہ تھیں۔اس کے ساتھ ساتھ نے عربی علوم بھی حاصل کیے۔	291ھ
5	ام عیسی بنت ابراہیم الحربی	عالمہ، فاضلہ تھیں اور فقہ میں بھی ملکہ حاصل تھا۔	328ھ
6	طاھرہ بنت احمد بن یوسف الازرق التنوخیہ	محدثہ اور فقیہ میں سے تھیں۔الخطیب بغدادی نے ان سے سماع کیا تھا۔	436ھ
7	فاطمہ بنت الحسن بن علی الدقاق	محدثہ، عابدہ اور اصلاحی کام کرنے والی تھیں۔ آپ نے بڑی تعداد میں ہم عصر علما سے علم حاصل کیا اور روایات لیں۔	480ھ
8	زینب بنت عبد الرحمن بن الحسن الجرجانی	عالمہ، فاضلہ اور محدثہ تھیں۔انہوں نے زمخشری سے اجازت حاصل کی اور حفاظِ حدیث سے علم حاصل کیا۔	615ھ

38۔ عمر رضا کحالہ، **أعلام النساء فی عالمی العرب والإسلام**، ج،5،4،3،2،1 (مندرجہ بالا خواتین کا تذکرہ ان کے نام کے پہلے حرف کے لحاظ سے ان مجلدات میں دیکھا جاسکتا ہے۔)

9	نخوہ بنت محمد النصیبیہ	محدثہ تھیں۔ آپ نے یوسف بن خلیل سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ آپ روایت میں انفرادی مقام رکھتی ہیں۔	719ھ
10	زاہدہ بنت محمد بن مبارک بن الخلیفہ المستعصم باللہ العباسی	شاعرہ اور عالمہ تھیں۔ اپنی شاعری اور تدریس کے ذریعے لوگوں کو دین کی طرف متوجہ کیا۔ آپ کا گھر اہل علم کا ٹھکانہ تھا۔ مسجد زاہدہ آپ کے نا م سے موسوم ہے۔	729 ھ
11	زینب بنت احمد بن عبد الرحیم المقدسیہ	محدثہ تھیں۔ بہت سے علما سے سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔ آپ نے علمِ حدیث دمشق، مصر، قدس اور مدینہ منورہ سے حاصل کیا	740ھ
12	عائشہ بنت ابراہیم بن الصدیق	محدثہ، فاضلہ، قرآن کی قاریہ اور حافظہ تھیں۔ ابن کثیر کے مطابق آپ کثرت سے عبادت، روزہ اور اعمالِ صالحی کا اہتمام کرتیں اور قرآن فہمی میں مردوں پر فضیلت رکھتی تھیں۔	741ھ
13	نارنج بنت عبد اللہ	محدثہ تھیں۔ صحیح مسلم کا درس ابنِ عبد الدائم سے لیا اور عز بن جماعہ سے علم حدیث حاصل کیا۔	741ھ
14	مونسہ بنت محمد بن علی بن البیطار	ادیبہ، فاضلہ اور شاعرہ تھیں۔ اپنے وقت کے شہرہ آفاق شاعروں سے سماع کیا ہے۔	749ھ
15	عائشہ بنت محمد بن عبد الھادی بن عبد الحمید بن عبد الھادی مقدسیۃ	محدثہ تھیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان سے احادیث روایت ہیں۔ کتابت کرتی تھیں اور پڑھاتی بھی تھیں۔	816ھ
16	فاطمہ بنت احمد بن یحیی	عالمہ، فاضلہ اور فقیہ تھیں۔ دین کی سمجھ رکھتی تھیں۔ احکام شریعہ استنباط کرتی تھیں۔ آپ کے خاوند امام تھے اور طلبا کو درس دیتے اور دینی امور میں مسائل کی وضاحت اپنی بیوی سے سمجھتے۔	840ھ
17	زینب بنت عبد اللہ بن اسعد الیافعی	علما وقت نے انھیں علم احادیث کے لیے اجازت دی تھی۔ ان سے احادیث روایت کی جاتی تھیں۔ ابن امیلہ، اصلاح بن ابی عمرو وغیرہ سے آپ کو اجازت حاصل تھی جب کہ بعد کے علما نے آپ سے علم حاصل کیا۔	847ھ
18	زلیخا بنت ابرہیم بن محمد الماضیہ	اپنے وقت کی بہترین محدثہ اور معاشرے کی اصلاح کرنے والی داعیہ تھیں۔	867ھ
19	سارہ بنت عمر بن عبد العزیز بن محمد	آپ عالمہ تھیں۔ بہت سے علما سے سماعت کی۔ پڑھانے کا بہترین منہج وضع کیا اور علمی دولت آگے منتقل کی۔ امام سخاویؒ نے فرمایا کہ مصر ان	855ھ

		کے جانے سے علم روایت میں موت کا شکار ہو گیا۔	
20	عائشہ بنت الحریری	قرآن کی قاریہ تھیں۔ آپ نے اپنا تمام مال فقراء کے لیے وقف کر دیا تھا۔	878ھ
21	زینب بنت ابرہیم بن محمد بن احمد الشنوھی	بہترین قاریہ اور عظیم محدثہ تھیں۔ بہت سے علما سے انھیں اجازت تھی۔ آپ کتابت کے فن سے بھی آگاہ تھیں۔	879ھ
22	کلثوم بنت احمد السیوطیہ	عالمہ، فاضلہ اور حافظہ قرآن تھیں۔	900ھ
23	عزیزہ بنت احمد بن محمد بن عثمان دای	حافظہ قرآن تھیں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تقاضوں سے واقف تھیں۔	1080ھ
24	فاطمہ بنت حمیدہ بنت محمد ابرویز	اپنے وقت کی بہترین عالمہ فاضلہ اور عابدہ تھیں۔	1102ھ
25	قریش بنت عبدالقادر الطبریہ المکیہ	اہل مکہ میں سے بہترین فقیہہ اور عالمہ بالحدیث تھیں۔	1107ھ
26	زبیدہ بنت اسد القسطنطنیہ	قرآن کی قاریہ، شاعرہ، فقہ و ادب میں مہارت اور مختلف زبانوں کی ماہرہ تھیں۔	1194ھ
27	جہان بنت قاسم بن سلیمان	ادیبہ اور ناظمہ ہونے کے ساتھ ساتھ کتابت بھی کرتی تھیں۔	1290ھ
28	بنت عیسیٰ بن محمد شالجبی	ادیبہ، صالحہ اور زاہدہ تھیں۔	1318ھ
29	مُنیٰ بنت احمد الاسدیہ	عالمہ، فاضلہ اور صالحہ تھیں۔	1316ھ
30	ام محمد رضا الخالصی	ادیبہ، صالحہ اور زاہدہ تھیں۔	1370ھ
31	ھاشمیہ بنت محسن الصائغ	زاہدہ، ادیبہ فاضلہ تھیں اور حکیمانہ دعوت سے آشنا تھیں۔	1375ھ

مندرجہ بالا خواتین عالمہ، فاضلہ، ادیبہ، شاعرہ، فقیہ اور عالمہ بالحدیث، قرآن کی قاری، فقہ و ادب میں مہارت اور بعض مختلف زبانوں کی ماہر، صالحہ، زاھدہ اور بعض حکیمانہ اسلوب کو اچھی طرح جاننے والی تھیں۔ خواتین کی ایک بڑی تعداد نے علمی میدان کے ساتھ ساتھ دعوت و تبلیغ میں بھی اپنا کردار کیا۔ جو اپنے وقت کی بہترین معلّمات اور واعظات رہیں۔ شاعری بھی دعوت و تبلیغ کا موثر ذریعہ ہے۔ دور اولی میں خواتین نے شاعری کو دین کی اشاعت کا ذریعہ بنایا۔ اس کے علاوہ ایک خاصی تعداد ایسی خواتین کی تھی جنھوں نے فوجی خدمات بھی سر انجام دیں۔ محمود شاکر کے مطابق قرون وسطیٰ میں بہت سی خواتین نے دین کی حفاظت کے لیے فوجی خدمات بھی انجام دیں۔ منصور کے عہد میں علی بن عبداللہ بن عباس کی صاحبزادیاں، ام عیسیٰ اور لبابہ، لباس حرب میں ملبوس اسلامی افواج کے ساتھ بازنطینی علاقہ کی طرف سفر کیا۔ ہارون کے دور میں بھی یہ شہزادیاں گھوڑوں کی رکھوالی اور فوجیوں کی میدان جنگ میں دیکھ بھال کرتی تھیں۔[39] ان خواتین کے بارے میں آرنلڈ لکھتا ہے:

> *"It is interesting to note that the propagation of Islam has not been the work of men only, but that Muslim women have also taken their part in this pious task. Several of the Mongol princes owed their conversion to the influence of a Muslim wife, and the same was probably the case with many of the pagan Turks when they had carried their raids into Muhammadan countries".*[40]

یہ دلچسپ بات ہے کہ اسلام کے پھیلاؤ میں نہ صرف مردوں کا کردار ہے بلکہ اس کارِ خیر میں خواتین نے بھی حصہ لیا۔ کئی منگولی شہزادے اپنی مسلمان بیوی سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ہوئے۔ یہی حال ترک مظاہر پرستوں کا بھی ہوا جب وہ یورش کرنے کی غرض سے محمدی (اسلامی) ممالک میں داخل ہوئے۔

آج بھی وقت خواتین سے مثبت کردار کا طالب ہے۔ عہد رسالت مآب ﷺ، عہد صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین اور قرونِ وسطیٰ کی خواتین نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنا کردار ادا کیا۔ جن کی جدوجہد، عملِ خیر کی ترغیب اور دعوت کا تذکرہ کیے بغیر مسلم دنیا کے عروج کا سفر اور منزل ادھورے رہ جاتے ہیں۔

دعوتِ دین اور عصر حاضر کی خواتین

39- محمود شاکر، **تاریخ الاسلام**، الجزالثانی، 431

40- Arnold, T.W. *"The Preaching of Islam : History of the Propagation of the Muslim Faith"* Archibald Constable & Co 1896,334-

عصرِ حاضر میں خواتین کو دعوت کے لیے ضروری ہے کہ تاریخ اسلام پر نگاہ ڈالی جائے۔ ہمارے پاس امہات المؤمنین، صحابیات، بعد کی صالحاتِ امت اور قرونِ وسطیٰ کی خواتین کے بہترین نمونے موجود ہیں۔ جنہوں نے دعوت و اقامت دین کی جدوجہد میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اسلام نے اپنے ابتدائی زمانہ میں جس قدر حالات کے پیچ وخم دیکھے۔ ان میں یہ تمام خواتین قدم بقدم ساتھ رہیں۔ مردوں کی طرح انہوں نے بھی اپنا گھر بار چھوڑا۔ رشتہ داروں اور قرابت داروں سے دوری اختیار کی اور اپنے مال و متاع سے دین حق کی امداد کی۔ امہات المؤمنین ، صحابیات اور دیگر داعیات کا امت پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ دین کا ایک اہم حصہ ہم تک انہیں کے ذریعے پہنچا۔ ان کی زندگیاں ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں کہ انہوں نے کیسے گھر میں اور گھر سے باہر معاشرے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

عصرِ حاضر میں عورت مختلف طریقوں سے معاشرے میں دعوت و تبلیغ کا کام کر رہی ہے۔ کچھ خواتین اور تحریکیں ایسی ہیں جنہوں نے با قاعدہ طور پر دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا ہے ان میں سے ڈاکٹر فرحت ہاشمی [41]، محترمہ مریم جمیلہ (1934-2012)[42]، قلم کار ام عبد منیب [43] اور منہاج القرآن ویمن لیگ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ محترمہ مریم جمیلہ (1934-2012) نیویارک کے ایک یہودی خاندان میں پیدا ہوئیں۔ مسلمان ہونے کے بعد وہ پاکستان آگئیں اور انہوں نے غیر معمولی قسم کی قابل قدر علمی و دینی خدمات انجام دی ہیں۔ اب تک ان کی ایک درجن سے زیادہ تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں جو اپنی وسعت، سند اور مضامین و خیالات کی گہرائی و معنویت اور وسیع اثرات کی

41- ڈاکٹر فرحت ہاشمی 22 دسمبر 1957ء کو پاکستان کے شہر سرگودھا میں پیدا ہوئیں۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے عربی زبان میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی اور اس کے بعد ڈاکٹریٹ کی سند گلاسگو یونیورسٹی اسکاٹ لینڈ سے لی۔ آپ ایک اسلامی سکالر ہیں، 1994ء میں انہوں نے الہدیٰ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا اس کے علاوہ 2004ء میں انہوں نے ٹورنٹو میں الہدیٰ انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی۔

42- مریم جمیلہ کا پیدائشی نام مارگریٹ مارکس تھا۔ آپ 23 مئی 1934ء کو نیو یارک کے ایک یہودی خاندان میں پیدا ہوئیں۔ آپ معروف مصنفہ، صحافی، شاعرہ اور مضمون نگار تھیں۔ جمیلہ نے 24 مئی 1961ء کو اسلام قبول کر لیا اور اسلام کے متعلق کتب تحریر کیں۔ وہ محمد پکتھال کے ترجمہ قرآن اور محمد اسد کی یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کرنے سے بے حد متاثر تھیں۔

43 - محترمہ ام عبد منیب پاکستان کی مشہور عالمہ دین اور دینی واصلاحی کتابوں کی مصنفہ ہیں۔ آپ نے سیرت نبوی پر ایک ضخیم انسائیکلوپیڈیا (۶۸۸ر صفحات) سوال وجواب کے طرز پر تیار کیا ہے۔

وجہ سے دنیا بھر کے علمی حلقوں سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔[44] اسی طرح عائشہ عبد الرحمان بنت شاطی (1998ء/1419ھ) نے تفسیر کے میدان میں کام کیا اور اپنی لائبریری کی تمام کتب عمر کے آخری وقت وقف کر دیں۔[45] جو دوسری خدمات کے ساتھ ساتھ دعوت میں بھی ایک اہم عملی قدم ہے۔

ایسی خواتین جن کی ذمہ داریوں کا بوجھ کم ہو گیا ہو اور انہیں فرصت کے اوقات میسر ہوں وہ باقاعدہ اشاعت دین اور دعوت و تبلیغ کا کام کر سکتی ہیں۔ البتہ دوسری ذمہ داریوں کے ساتھ بھی دعوت کے مختلف مواقعوں سے حتی الوسع خیر کے پھیلاؤ میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں۔ انفرادی خدمات کے علاوہ موجودہ دور میں چند ویمن تحریکیں جو دعوتِ دین کے لیے حتیٰ الوسع کردار ادا کر رہی ہیں منہاج القرآن ویمن لیگ؛[46] دینی، دعوتی اور تنظیمی تربیت سے عورتوں کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے پلیٹ فارم مہیا کر رہی ہے۔ عملی سطح پر معاشرہ میں فلاحی کام کو سرانجام دینے کی کاوش ویمن تنظیم کا لازمی جزو ہے۔ یہ خواتین مختلف قسم کی کانفرنسیں اور سیمینار کا انعقاد کرتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ماہنامہ مجلّہ "دخترانِ اسلام" کی اشاعت بھی منہاج القرآن ویمن لیگ کے پلیٹ فارم سے کی جاتی ہے۔[47]

عصر حاضر میں مندرجہ بالا خواتین اور ان کی تحریکیں دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لیے غیر معمولی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ ان خواتین نے اپنے دروس قرآن تحریر و تقریر اور دعوت کے ذریعے دین پہنچانے میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔ جدید میڈیا کی مدد سے زیادہ دنیا تک قرآن و سنت کا پیغام پہنچا رہی ہیں۔ ان کا دعوتی کام قابل ستائش ہے۔

44- ڈاکٹر عبد الغنی فاروق، **ہمیں خدا کیسے ملا**، بیت الحکمۃ لاہور 2008ء، 389۔

45– https://en.wikipedia.org/wiki/Aisha_Abd_al-Rahman-

46- 5 جنوری 1988ء کو ادارہ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ میں خواتین کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زیر سرپرستی منہاج القرآن ویمن لیگ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے بنیادی مقاصد میں خواتین کے تعلق باللہ اور تعلق بالرسالت میں پختگی، مسلم خواتین کو ایک پلیٹ فارم پر منظم کرنا، خواتین کے اندر حقوق کا تحفظ اور فرائض کا احساس پیدا کرنا، خواتین کی عملی، فکری، روحانی، اخلاقی اور انقلابی تربیت کا مؤثر اہتمام کرنا تھا تاکہ خواتین اس عظیم مشن کی راہ میں ضروری کردار ادا کر سکیں اور ان میں قوم وملت کے مسائل اور تقاضوں کے حوالے سے احساس وشعور پیدا کیا جا سکے۔

47- طاہرہ عبد القدوس، **لاہور میں خواتین کے حلقہ ہائے درسِ قرآن: طرق تدریس اور مسائل**، الاضواء، جلد 31، نمبر 45، 2016، 209-226 https://www.minhaj.info/di/index.php?mod=mags&month=2008-08&article=15&read=txt&lang=ur

خواتین کا دعوتی کردار اور معاصر علما کے نقطہ ہائے نظر

دعوتِ دین کے عصری چیلنجز پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر انیس احمد (پ1944ء) لکھتے ہیں کہ قرآنِ حکیم نے مرد اور عورت دونوں کے لیے بطور داعی کا تصور دیا ہے جن کا عمل، قول اور فکر، اسلام کے پیغام کی بلاغت اور مخلوق کو خیر (Ethical Behavior) کی دعوت دینا ہے۔[48] وہ مزید وضاحت کرتے ہوئے مرد و زن کے حقوق و فرائض کے تقابل کے ساتھ ساتھ عورت کی عائلی ذمہ داریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے دعوتی کردار کو بھی زیر بحث لاتے ہیں۔[49] آپ رقمطراز ہیں:

"It needs to address challenges and provide opportunity for women, who have equal obligations to communicate the message of Islam. It is not necessary, however, the women use same method of Da'wah. They may like to modify and tailor methods according to situation and improvise a methodology in view of their own need (and) analysis."[50]

عورت کے لیے پیغامِ اسلام کے ابلاغ کی مساوی ذمہ داری ہے اس لیے ضروری ہے کہ اسے (دعوت میں پیش آمدہ) مسائل سے نبرد آزما ہونے اور مواقع مہیا کرنے (میں مدد فراہم کی) جائے تاکہ وہ مرد جیسا منہج اختیار کر سکے۔ اسے چاہیے کہ وہ صورت حال کے مطابق منہج تبدیل کر لے اور اپنی ضرورت کے مطابق اسلوب دعوت میں بہتری لائے۔

8 سنِ ھجری کے واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے جہاں دوسری کامیابیوں کا تذکرہ کیا وہاں خواتین کی خدمتِ دین کو واضح کرتے ہوئے حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنھا اور حضرت عمّارہ رضی اللہ عنھا کا کردار بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد طاہر القادری لکھتے ہیں: اسلامی معاشرے میں چند پابندیوں کے ساتھ عورت اپنا بھرپور کردار ادا کر سکتی ہے۔ اور اسے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے یکساں مواقع میسر ہیں۔[51]

"المرأة في موكب الدعوة" میں مصطفیٰ طحان لکھتے ہیں:

48- Dr Anis Ahmad, *"Da'wah Principles and Challenges," INSIGHT, Quarterly Special Number*, International Islamic University Islamabad, Vol 03, Issue 2-3, (2010/2011), 5.

49- Ibid, 28, 29, 30.

50- Ibid, 53.

51- ڈاکٹر محمد طاہر القادری، **سیرۃ الرسول ﷺ** (لاہور: منہاج القرآن پرنٹرز، اشاعت جولائی 2003)، 6:354۔

عورتوں کو دعوتِ دین میں بھرپور حصہ لینا چاہیے ایک اچھی خاتون کو اپنی دوسری ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ خاوند کے دعوتی کام میں بھی مددگار ثابت ہونا چاہیے۔[52]

علاوہ ازیں عبد اللہ بن باز اپنے کئی فتاویٰ میں بعض مقامات پر خواتین کا مردوں کی طرح دعوتِ دین کا کام کرنا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا واجب قرار دیتے ہیں۔ دعوتِ دین کے ضمن میں ان کے ہاں خواتین مردوں کی طرح ہیں۔[53]

ڈاکٹر فضل الٰہی، علامہ ابن نحاس دمشقی کا قول نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا "ایمان والی عورتیں" کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ بحالت استطاعت عورتوں پر مردوں کی مانند امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب ہے۔[54] اور فرمانِ نبوی ﷺ ہے:"**لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الغَائِبَ**"[55] جو یہاں موجود ہیں میری باتوں کو ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں، یہ فرمان آج بھی ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ اس فرمان نبی ﷺ کے مطابق خواتین کے لیے بھی دین کا پھیلانا لازم ہے۔

مصطفیٰ مشہور لکھتے ہیں: اسلام کی طرف دعوت عورتوں کے لیے نہایت لازمی ہے تاکہ وہ اپنے معاشروں کی اصلاح کی خاطر دعوتِ دین کو عام کریں۔[56]

عبد الملک قاسم نے لکھا ہے: "کہ عورت کے لیے خاندان میں خاص انداز میں دعوت ہے پس مضبوط (اعصاب کی مالک) اور مقبول خاتون خاندان میں تھوڑا تھوڑا اور صحیح صحیح کام کرے۔ اور اسے کہا جائے کہ آپ سے باقی خاندان اور جاننے والوں کے بارے پوچھا جائے گا کیوں کہ آپ پر (دعوتِ دین) کا بارِ عظیم ہے۔"[57]

52– Mustafa Al-Tahan,*Al-Imrah fi Mawqab al-Da'wah,* **al-Kuwait**: al-Markaz al-'Alami li al-Kitab al-Islami 1998, may also be seen in the book, Egdunas Racius, *The Multiple Nature of Dawa*,Helsinki ,2004,. 87,88-

53– عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، **فتاوی نور على الدرب للشيخ**، **بیروت**:مدار الوطن للنشر1337)2002–2003 https://www.almeshkat.net/book/11098۔

54– **پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کا کردار**، اگست 2008ء،52،51۔

55– محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري، صحيح البخاري، (بيروت : دار طوق النجاة، 1422ھ) ،1: 33.

56 Mustafa Mashhour, *On the Path of Da'wah* (Cairo: Al-Falah Foundation, 1999), 171.

57– عبد الملک القاسم، **غراس السنابل:وسيلة دعوية للمرأة المسلمة**(**بیروت**:دار القاسم، س ن)،ج1:31۔

عصر حاضر میں بھی ایسی خواتین کی ضرورت ہے تاکہ معاشرہ پھر سے اسلامی تعلیمات کا آئینہ دار ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ دعوت کے لیے منہج تبلیغ ان اصولوں پر استوار ہو جو رسول پاک ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے انسانیت کو سکھائے۔ تبلیغ میں ترتیب کو مد نظر رکھا جائے کہ سب سے پہلے گھر والوں کو پھر قریبی رشتے داروں کو پھر محلے والوں کو پھر قبیلے والوں کو اور پھر ملکی و عالمی سطح پر دعوت کا کام کیا جائے۔ عورت گھر میں اور گھر سے باہر بھی بحیثیت داعی اپنا دعوتی کردار ادا کر سکتی ہے۔ حدیث[58] کے مطابق جس طرح ہر حاکم سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہو گی اسی طرح ایک عورت سے بھی اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

جدیدیت اور خواتین کا دعوتی کردار

دور جدید میں غیر مسلم کو اسلام کی طرف بلانے کو **دار الدعوہ** کہا جا سکتا ہے۔ جابر العلوانی کے نزدیک غیر مسلم کو اسلام کی طرف بلانے کو الدعوہ کہا جاتا ہے۔[59] اس دور میں جدیدیت سے جہاں خواتین کا متاثر ہونا واضح ہے وہاں بہت سارے میدانوں میں ان کی شمولیت اور کردار کی نوعیت بھی تبدیل ہو چکی ہے تاہم خواتین کو مثبت کردار ادا کرنے کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ آر۔کے خوری (R. K Khuri) لکھتے ہیں:

> *"How the Da'wah is grasping with the concept of modernity and Islam, especially as it affects Muslim women, is another issue that need to be addressed in today's global community"*[(60)]

دعوتِ دین کا صحیح ادراک اسلام اور جدیدیت کے تصور کے ساتھ کیسے ممکن ہے؟ یہ بھی ایک مسئلہ ہے جسے آج کی عالمی برادری کے تناظر میں مخاطب کیا جانا چاہیے تاکہ دور جدید کی خواتین کو متاثر کر سکیں۔

Ibrahim Olatunde Uthman اصولِ دعوت، جدید دور میں ان کی مشق اور اطلاق پر بحث کرتے ہوئے خواتین کے بارے کہتے ہیں کہ تجرباتی بنیادوں پر دعوت اور مسلمان خواتین کے مختلف میدانوں میں

58– بخاري، صحيح البخاري، 3:150.عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ --- وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا ---)-

59– Taha Jabir Ulwānī, *Toward an Islamic Alternative in Thought and Knowledge*, American Journal of Islamic Studies,Vol.6, Issue 1, 1989, 6-7-

60– R.A Khuri, Freedom, *Modernity and Islam: Toward a Creative Synthesis*, Syracuse University Press 1998, 6-

متحرک افعال سے عیاں ہے کہ تحریکِ نسواں اور عالمگیریت (Globalization) باہم متصادم ہیں اور یہ بحث (Gender, Da'wah and Activism) جدید معاشرہ اور مسلم خواتین کے مقام اور کردار کو متاثر کرتی ہے تاہم (یہ جاننا بھی ضروری ہے) کہ مسلم دنیا کی آدھے سے زیادہ آبادی خواتین پر مشتمل ہے۔[61]

مزید بر آں اگر اسلاموفوبیا اور ویسٹوفوبیا[62] کے تناظر میں دیکھا جائے تو خواتین اور دعوتِ دین خاص کر عالمی تناظر میں جہاں اک بہت بڑی تعداد غیر مسلم خواتین تک پیغامِ اسلام اور اس کی پر امن تصویر پیش کرنے کی ضرورت میں جدیدیت نے مزید اضافہ کر دیا ہے۔

علامہ اقبال رحمہ اللہ (1938ء) کے نزدیک اسلام خود آزادی نسواں (Women Emancipation) کی ایک بہت بڑی ثقافتی تحریک ہے لیکن یہ آزادی یورپ کے مادر پدر آزاد تصور سے مختلف ہے اور توازن و اعتدال سے ہموار ہے۔ آپ اس تہذیب سے استفادہ کے حق میں تھے مگر اندھی تقلید کے مخالف تھے۔[63] مزید براں، عصر حاضر میں خواتین کوئی ایک منہج یا حالات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے مناہج کو اختیار کر سکتی ہیں۔

ڈاکٹر عبداللہ الفقیہ کے مطابق: "**أن الأولى أن يتولى دعوة الرجل رجل مثله، وتتولى دعوة المرأة امرأة مثلها، ولا حرج إن شاء الله في أن تتولى المرأة دعوة الرجال ويتولى الرجل دعوة النساء إذا روعيت الضوابط الشرعية.**"[64] (ہر دور میں مرد ہو یا عورت منہج دعوت میں حسب ضرورت تبدیلی کر کے (جو معروف اور دعوت کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو) دعوتی میدان میں بہتر نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔)

61– *INSIGHT, Quarterly, Da'wah Principles and Challenges' Number*, International Islamic University Islamabad, Vol 03, Issue 2-3, 2010/2011, 68-

62 – اسلاموفوبیا کی اصطلاح، اسلام اور فوبیا سے مل کر بنی ہے۔ فوبیا یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی "ڈر جانا اور خوف زدہ ہو جانا" کیا جاتا ہے۔ اس کا استعمال 1976ء کے بعد سے ہوا، مگر "اسلاموفوبیا" کی اصطلاح بہت زیادہ استعمال میں نہیں رہی۔ لیکن 9/11 کے حملوں کے بعد اس لفظ کا استعمال زیادہ ہونے لگا۔ غیر مسلم کے لیے اسلامی کلچر، تہذیب سے ڈر اور ان کے دلوں میں اسلام کا خوف، اسلاموفوبیا کہلاتا ہے۔ اسلاموفوبیا کے برعکس وسٹوفوبیا ہے یعنی اسلامی دنیا میں مغرب کی بے جا مداخلت سے تشویش کا پائے جانے کو اس اصطلاح سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

63– ڈاکٹر محمد آصف اعوان، **اسلامی اور مغربی تہذیب کی کشمکش (فکرِ اقبال کے تناظر میں)**، بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی (BZU)۔2009ء، 528۔

64– ڈاکٹر عبداللہ، فتاوى الشبكة الإسلامية، 1427ھ، 10:1685، الفتوی رقم: 30911، والفتوی رقم: 30695۔

اس طرح داعیہ، خواتین میں اخلاق حسنہ کی تعلیم، ان کو واجبات پر عمل کی تاکید وترغیب اور منکرات سے منع کر سکتی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر زیدان لکھتے ہیں کہ ”وعقد الاجتماعات للنساء وتعليمهن وإشاعة الأخلاق الفاضلة فيهن، وحثهن على القيام بواجبهن ونحو ذلك، وينهيهن عن المنكرات“[65] (خواتین کے لیے اجتماعات کا منعقد کرنا ان کو تعلیم سکھانا، اعلیٰ خوبیوں کا دوسری خواتین میں پھیلانا، ان کو فرائض منصبی کی ترغیب دینا اور دیگر خواتین کو برائیوں سے منع کرنا ضروری ہے۔

علي بن نايف الشحود کے مطابق داعیہ عورت کا کام فی نفسہ فرد سے جدا ہے کہ دونوں ایک ہی طرح کے مکلف نہیں ۔ دور جدید میں عورت جہاں معاشرہ کی خواتین کو کسی دوسرے مقصد کے لیے جمع کر سکتی ہے وہاں ایسے پروگرام کا انعقاد بھی کر سکتی ہے جو دعوتی میدان میں اس کی ضرورت ہو اور خواتین کی مختلف امور میں اصلاح بھی کر سکتی ہے۔ [66]

ڈاکٹر عبداللہ الفقیہ بیان کرتے ہیں: "فلا حرج أن تأمر المرأة الرجل الأجنبي بالمعروف وتنهاه عن المنكر بشروط وضوابط ...وأما قصص احتساب النساء على الرجال الأجانب فمنها ما ذكر أن خولة بنت ثعلبة رضي الله عنها استوقفت عمر في زمن خلافته فوعظته ونصحته"[67] (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کا مہر کی مقدار کے تعین پر اختلاف اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وعظ و نصیحت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کے لیے اجنبی مرد کو شرائط وضوابط کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے دعوت دینے میں کوئی حرج نہیں۔)

ایک انگریز مصنف لکھتا ہے:

> *"Though neither the Quran nor the Hadith collections presuppose institutionalized structures of or methods for da'wah the invitation to Islam – they laid groundwork for*

65- ڈاکٹر عبدالکریم زیدان، **أصول الدعوة** (**بیروت**: مکتبة الرسالة، 2002ء)، 137۔
۔ http://waqfeya.com/book.php?bid=2975

66- علي بن نايف الشحود، **المفصل في فقه الدعوة إلى الله تعالى،باب كشكول الدعوة إلى الله**، 16: 175-
http://saaid.net/book/open.php?cat=5&book=3566

67- د.عبداللہ الفقیہ، **فتاوى الشبكة الإسلامية**، فتوی رقم: 46652، ولمزيد من الفائدة راجع الفتاوى ذات الأرقام التالية: 6163، 3054، 25116، 1427ھ، 9: 6030۔

the historical development of Islamic missionary activities, which are still taking place all over the world."(68)

یعنی قرآن و حدیث میں دعوتی مناہج، کوئی پہلے سے قیاس کردہ ادارہ نہیں۔ تاہم ان ماخذ اسلام (قرآن و حدیث) نے دعوت کے ضمن میں اسلام کے تاریخی ارتقائی پھیلاؤ کے لیے بنیادیں مہیا کی ہیں جو آج بھی پوری دنیا میں فعّال ہیں۔

قرون اولی اور قرون وسطی کی خواتین کی دعوتی سرگرمیاں، دور جدید کی خواتین کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ اسلام میں عورت کا اصل جوہر، عصمت و عفت، پاک دامنی اور نئی پود کی تعلیم و تربیت ہے اگر عورت اس فرض سے غافل ہو کر دوسری غیر ضروری چیزوں کی طرف جائے گی تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو گا۔ معاشرے کی صحت اور سلامتی کے لیے ضروری ہے کہ عورت اپنے دائرہ عمل کو نظر انداز نہ کرے۔ خدمت خلق، دعوتِ دین اور نئی نسل کی تعلیم و تربیت ایسے وسیع دائرے ہیں کہ اگر خواتین ان سے بخوبی عہدہ برآ ہوں تو ہمارا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن سکتا ہے اور دوسری قوموں کو بھی ان کے کردار سے رہنمائی میسر آسکتی ہے۔ عورت کو ایسے علوم سیکھنے چاہیے جو اس کی قوم اور نسلِ انسانی کے لیے مفید ہوں۔

68– Egdunas Racius, *The Multiple Nature of the Islamic Da'wah* (published by Helsinki, 2004), 31-32.

خلاصہ بحث

دعوت و تبلیغ امت محمدی ﷺ کی اولین ذمہ داری ہے۔اور امت میں مرد اور عورت سب شامل ہیں۔ قرون اولی اور قرونِ وسطی کی مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ ان خواتین میں سے کچھ مفسرہ، محدثہ، شاعرہ، حافظہ، قاریہ، فقیہ، حکیمہ اور مدرسہ کے شعبہ جات وغیرہ سے دعوت کے عظیم کارِ خیر کا فریضہ اپنے اپنے اسلوب اور طریق سے سر انجام دیتی رہیں۔ ان کا دعوت دین کا منہج ، دورِ حاضر میں بھی خواتین کی دعوت دین میں بہتری لا سکتا ہے۔اب جب کہ جدیدیت (Modernity) کی لہر سے حالات یکسر مختلف ہو گئے ہیں۔ اسلامو فوبیا (Islamophobia) اور ویسٹو فوبیا(Westophobia) جیسے تصورات جنم لے چکے ہیں میڈیا کی وجہ سے دنیا سمٹ چکی ہے تو دنیا میں غیر مسلم خواتین کی بڑی تعداد تک اسلام کا پر امن پیغام پہنچانا بھی خواتینِ اسلام کی ذمہ داری ہے۔

خواتین چاہے وہ بیوی ہو یا ماں، بہن ہو یا بیٹی، زندگی کے جس شعبے سے اس کا تعلق ہے خواہ وہ عائلی ہو یا معاشرتی، معاشی ہو یا ازدواجی، وہ ایسے مناہج اور اسالیبِ دعوت کو اپنا سکتی ہے جس سے عائلی ذمہ داریوں اور دعوتی مصروفیات میں ٹکراؤ نہ پیدا ہو۔خواتین کو داعی کے اوصاف و شرائط اور تقاضوں کی معرفت کے ساتھ ساتھ دعوتِ انبیاء علیہم السلام کے مناہج کا علم بھی حاصل کرنا چاہیے۔

رسول پاک ﷺ کے دعوتی مراحل ، حکمت عملی، خفی وجہری دعوت اور دعوتی خطوط وغیرہ سے آگاہی، دعوت کے عمل میں آسانی پیدا کر سکتا ہے۔خواتین عمر کے مختلف ادوار میں اپنی دعوت کی نوعیت وحالات اور مخاطبین کے لحاظ سے ایسا میکینزم (Da'wah Mechanism) اپنا سکتی ہیں۔[69] جو اپنے جملہ لوازمات میں باہمی ہم آہنگی کا آئینہ دار ہو۔

69- اس میکینزم کی ایک ابتدائی شکل کا ذکر ہم نے دوسرے مقالہ '**دعوتِ دین: خواتین کا کردار گھریلو ذمہ داریوں کے تناظر میں**' کے صفحہ نمبر 63 پر کر دیا گیا ہے۔ مطالعہ کے لیے دیکھیے ہزارہ اسلامیکس، جولائی-دسمبر 2018ء، ص49 تا 68

مصادر و مراجع

1. ابن اثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن عبد الکریم الجزری، **الکامل فی التاریخ** (**بیروت**: المکتبۃالعلمیة، 1965)۔
2. ابن اثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد، **الکامل فی تاریخ**، (مطبوعة لیدن1851)۔
3. ابن انباری، کمال الدین عبد الرحمن بن محمد، **طبقات الأدباء**، (قاہرہ:1294)۔
4. ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع البصري الزهري، **الطبقات الكبر** (**بیروت**: دار صادر للطباعة والنشر، 1377، 1957م)۔
5. ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی جمال الدین الافریقی، **لسان العرب** (**بیروت**: دار صادر، 1414)۔
6. ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک بن ہشام الحمیری، **السیرة النبویة**، تحقیق السقا والانباری وشلبی (**مصر**: مطبع مصطفی البابی الحلبی، 1375ھ)۔
7. ابن كثير، ابو الفداء إسماعيل بن عمر القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ)، البداية والنهاية۔ بيروت: دار الفكر عام النشر: 1407 هـ - 1986 م۔
8. اختر، کومل، **عہد بنو عباس میں خواتین کی علمی و ادبی سرگرمیوں کے اثرات کا تجزیاتی مطالعہ**، مقالہ ایم فل اسلامیہ (یونی ورسٹی آف گجرات، سیشن 2013-2015۔
9. آرنلڈ، پروفیسر ٹی ڈبلیو، مترجم عنایت اللہ، **دعوت اسلام** (لاہور: رشید احمد چودھری پبلیشر 1972ء)۔
10. الاصفهاني، ابو القاسم الحسین بن محمد بن المفضل الراغب، **مفردات ألفاظ القرآن الكريم**، تحقیق: صفوان عدنان داوودي (**بیروت**: دار القلم: 1430ھ) 2009ء۔
11. ڈاکٹر محمد آصف، **اسلامی اور مغربی تہذیب کی کشمکش (فکرِ اقبال کے تناظر میں)** (بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی پریس، 2009
12. آفندی، ذہنی، **مشاہیر نسواں**، اسلامک پبلیشر لاہور۔
13. البخاري، محمد بن اسماعيل ابو عبد الله، **صحيح البخاري**، تحقیق: محمد زهير بن ناصر الناصر. **بيروت**: دار طوق النجاة، 1422ھ۔
14. الجرجانی، سید ابی الحسن علی بن محمد بن علی الحسانی، **التعریفات** (**بیروت**: دار الكتب العلمية، 2003)۔
15. الجوزیہ، امام ابن قیم، **أعلام الموقعين** (**لبنان**: مكتبة حارة حريق)۔
16. حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، **عہد نبوی کا نظام حکمرانی**، (کراچی: اردو اکیڈمی، ستمبر 1987۔
17. حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، **محمد رسول اللہ ﷺ**، ترجمہ و توضیح: پروفیسر خالد پرویز (لاہور: بیکن ہاؤس، 2005ء)۔
18. الذہبي، ابو عبد اللہ شمس الدین، سیر **أعلام النبلاء** (**بیروت**: دار الرسالة 1985ء)۔
19. زیدان، الدکتور عبد الکریم، **أصول الدعوة** (**بیروت**: مكتبة الرسالة، 2002).

20. شبلی،ڈاکٹر احمد، **تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ** (لاہور: کمبائن پرنٹر،1989ء)۔

21. الصابونی، محمد علی،**شبہات و أباطیل حول تعدد الزوجات الرسول اصلی اللہ علیہ وسلم** (**بیروت**: **المکیتبۃ االوقفیۃ**، 1980ء)۔

22. عبد الباقی، محمد فواد،**المعجم المفہرس لألفاظ القرأن الکریم** (**تہران**: طبع انتشارات اسلامی،1407ھ)۔

23. عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، **فتاوی نور علی الدرب للشیخ** (**القاہرہ**: مدار الوطن للنشر،2002-2003)۔

24. غلوش، دکتور احمد،**الدعوۃ الإسلامیۃ أصولھا و وسائلھا وأسالیبھا فی القرآن الکریم**(**بیروت**:مؤسسة الرسالة، 2005)۔

25. فاروق،ڈاکٹر عبد الغنی، **ہمیں خدا کیسے ملا** (لاہور: بیت الحکمۃ2008ء)۔

26. القادری،ڈاکٹر محمد طاہر، **سیرۃ الرسول ﷺ**، منہاج القرآن پرنٹرز لاہور، اشاعت جولائی2003۔

27. القاسم،عبد الملک،**غراس السنابل:وسیلة دعویة للمرأة المسلمة** (دار القاسم)۔

28. کحالہ، عمر رضا، **أعلام النساءفی عالمی العرب والإسلام**، بیروت:شارع سورب۔

29. ہاشمی،طالب، **تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین**، لاہور، پین اسلامک پبلیشر۔

30. الٰہی، پروفیسر ڈاکٹر فضل، **نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کا کردار**، اگست2008ء۔

31. **فکر و نظر**، ج48، شمارہ3، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد،(2011)

32. **ہزارہ اسلامیکس**، جولائی-دسمبر2018ء

33. Dr Anis Ahmad, ***"Da'wah Principles and Challenges,"*** *Insight Quarterly Special Number*, International Islamic University Islamabad, Vol 03, Issue 2-3, (2010/2011)

34. Zainab 'Alwānī, , ***Muslim Women as Religious Scholars***: *A Historical Survey, (Chapter)* Ednan Aslan, Marcia Hermansen & Elif Medeni (eds.), *Muslima Theology: The Voices of Muslim Women Theologians,* Frankfurt: Peter Lang GmbH, 2013.

35. Al-Tahan, Mustafa***, Al-Imrah fi Mawqab al-Da'wah,*** **al-Kuwait**: al-Markaz al-'Alami li al-Kitab al-Islami 1998.

36. Arnold, T.W. *"**The Preaching of Islam** : History of the Propagation of the Muslim Faith"* Archibald Constable & Co 1896-

37. Baberino, Francesco: ***Encyclopedia of Education***, London, 1973

38. Egdunas Racius,***The Multiple Nature of the Islamic Da'wah*** (published by Helsinki, 2004.

39. Ibn Kathīr, 'Imād al-Dīn Ismā 'Īl bin 'Umar, ***Tafsīr al- Qur'ān al-'Azīm****, (Surāh Al-Mumtahnah 60:12)* Dār al-Ṭayyibah Li'l-Nashr wa 'I-Tawzī 1999.

40. Khuri, R.A, **Freedom, *Modernity and Islam***: *Toward a Creative Synthesis*, Syracuse University Press 1998.

41. L. O. Abbas, "**Islam and Modernity**: The Case of Women Today," *Cultural and Religious Studies USA*, Vol. 2, No.5 (Sep.-Oct. 2014), http://www.davidpublisher.org/

42. Mashhour, Mustafa, ***On the Path of Da'wah*** (Cairo: Al-Falah Foundation, 1999.

43. Metcalf, Barbara D**,** ***Islam in South Asia in practice***, Princeton University Press USA, 2009.

44. Ulwānī, Taha Jabir, "**Toward an Islamic Alternative in Thought and Knowledge**," *American Journal of Islamic Studies*,Vol.6, Issue 1, 1989)

45. Yūsuf 'Alī, 'Abdullah**,** ***The Meaning of the Holy Quran***,11th Ed Beltsville, MD: publications ,2004.

46. http://saaid.net/book/open.php?cat=5&book=3566

47. http://waqfeya.com/book.php?bid=2975

48. http://www.dawahskills.com/ar/abcs-of-dawah

49. https://en.wikipedia.org/wiki/Aisha_Abd_al-Rahman

50. https://www.almeshkat.net/book/11098

51. https://www.thefatwa.com/urdu/questionID/305orhttp://www.minhajsisters.com/urdu/index.html